IMPACT FACTOR
5.473(SJIF)

UPA NATIONAL E-JOURNAL
Interdisciplinary Peer-Reviewed IndexedJournal
Volume -8 : Issue-1 (February-2022)

ISSN
2455-4375

مولانا حسرت موہانی کی نعتیہ شاعری

MOHAMMAD AASIF

مولانا حسرت موہانی ایک مجاہد آزادی، بیباک صحافی اور بہترین غزل گو شاعر گذرے ہیں۔ انھوں نے غزل کے میدان میں طبع آزمائی کی اور اسی میں کمال فن کا مظاہرہ کیا۔ حسرت نے اردو غزل میں صداقت، حقیقت بیانی اور عشقیہ کیفیات وواردات کا بیان بڑے ہی والہانہ انداز میں کیا اور رئیس المتغزلین کہلائے۔ حسرت سچے پکے مسلمان تھے۔ وہ صوفی تو نہ تھے البتہ صوفیا سے گہرا تعلق رکھتے تھے۔ ان کے گھر کا ماحول مذہبی تھا۔ جس کی وجہ سے ان کی شاعری میں جہاں حسن وعشق کے افسانے پائے جاتے ہیں وہیں حمد، نعت اور مناقب اولیاء کی فراوانی ہے۔ انھوں نے حمد کہی تو خوب کہی اور جب نعت کہنے پر آئے تو عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اظہار بڑے ہی دلنشیں پیرائے میں کیا ہے۔ کلیات حسرت مطبوعہ فرید بک ڈپو کے دیباچے میں لکھا ہے کہ

" ان کے کلام میں نعتوں نے سدا بہار گل کھلائے ہیں۔ نعت میں وہ ادب سے چلے ہیں، رک رک کر چلے ہیں مگر اس ضبط کے اندر شوق بے تاب صاف عیاں ہے۔"(1)

نعت کے اسلوب، طریقہ وسلیقہ، عقیدت وارادت مندی اور زبان وبیان کو حسرت نے نہایت عمدگی کے ساتھ برتا ہے۔ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اظہار بڑے ہی سلیقے سے کرتے ہیں۔ ان کا حال تو یہ تھا کہ جب بھی روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضری نصیب ہوتی تو ایک عجیب کیف طاری ہوتا تھا، مسجد نبوی میں نماز ختم ہوتے ہی دعا کا انتظار کیے بغیر مواجہ اقدس میں حاضر ہو کر درج ذیل اشعار سلام ذوق وشوق کے ساتھ والہانہ انداز میں عرض کرتے تھے۔

یا نبی سلام علیک
انما فوزوالفلاح لدیک
بہ سلام آمدم جوابم دہ!
مرہمے بردلے کبابم نہ!
بس بود جاہ واحترام مرا
یک م علیک از تو صد سلام مرا(2)

عشق رسول اتنا گہرا کہ حسرت خدا کی بارگاہ میں عرض گذار ہوتے ہیں۔

دل کو تجھ سے واسطہ، لب پہ ہو نام مصطفےٰ
وقت جب آئے اے خدا خاتمہ ہو اس کا(3)

ایک عاشق رسول کی یہی آرزو ہوتی ہے کہ جب تک زندہ رہے خدا عزو جل اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتے رہے اور موت بھی اسی حال میں آئے کہ اس کے لب پر محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر پاک ہو اور آخرت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب ہو۔ دیکھیے کتنے دلکش پیرائے میں حسرت بیان کرتے ہیں کہ

گنہگاران امت سے ہے راضی داور محشر
کہ ان سے نام چمکے گا ترے حسن شفاعت کا
گنہگاروں کا بیڑا پار ہو جائے گا محشر میں
جو آیا جوش غفاری میں دریا ان کی رحمت کا(4)

کتنا حسین تصور اور الفاظ کا رکھ رکھاؤ کتنا ستھرا ہے۔ میدان محشر اور شفاعت کے سماں سے متعلق ایک اور شعر ملاحظہ کیجیے

حشر میں اپنے گناہوں سے مجھے خوف ہو کیا
ان کی رحمت بھی تو ہے منزل عصیاں کے قریب(5)

رحمت کا منزل عصیاں سے قریب ہونے کا بیان حسرت کے تخیل کا کمال ہے۔ انداز بیان نفیس و نرالا ہے۔ حالانکہ اس مضمون کو بے شمار شعرائے نعت نے اپنے اپنے اسلوب میں بیان کیا ہے حسرت نے اسے ایک نئے انداز میں پیش کیا ہے مزید ایک غزل کے مطلع کا شعر ملاحظہ کیجیے

روز محشر سایہ گستر ہے جو دامان رسول
تاب دوزخ سے بے پرواہ غلامان رسول(6)

اس طرح مضمون شفاعت کو حسرت نے اشعار کے قالب میں ڈھالا ہے۔ گنہگاروں کی شفاعت کا منظر بڑا ہی پر کیف ہو گا کہ ایک طرف مجرم اور دوسری طرف ان کے آقا صلی اللہ علیہ وسلم جو انھیں رب کی بارگاہ سے شفاعت کے ذریعے آزاد کرائیں گے۔ شفاعت سے متعلق احادیث بھی وارد ہوئی ہیں جن سے شعرائے نعت نے استفادہ کیا ہے انہی کی طرح حسرت نے مضامین حدیث سے اکتساب فیض کشید کیا ہے۔ ذکر شفاعت کے علاوہ حسرت نے درود شریف کے فضائل و برکات کو بھی شعری پیرائے میں پیش کیا ہے۔ درود و سلام کے تو کیا کہنے خود اللہ پاک سورۃ الاحزاب آیت نمبر 56 میں ارشاد فرمارہا ہے

" بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والوں! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔"(7)

یہ آیت مبارکہ عاشقان درود کے دلوں کو گرماتی رہتی ہے۔ لہٰذا شعراء کے لیے اس بات کی محرک بنتی ہے کہ اپنے اشعار میں درود سے متعلق مضامین بیان کرتے ہیں۔ حسرت نے بھی اس مضمون کو نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ برتا ہے۔

مونس بے کساں درود شریف — راحت عاشقاں درود شریف
طالبان وصال کو ہر دم — چاہیے بر زبان درود شریف
اسم اعظم ہے قیدیوں کے لیے — قید میں بے گماں درود شریف
وہ بھی ہو دن کہیں کہ پڑھیں — ہو کے ہم کامراں درود شریف
یہ بھی ایک فیض عشق ہے ورنہ — ہم کہاں اور کہاں درود شریف
شوق نام حضور کا حسرت — بن گیا ترجمان درود شریف(8)

نہایت ہی عمدہ غزل حسرت کے قلم سے ترتیب پائی ہے۔یقیناعاشقوں کے لیے راحت جاں وروح افزا ہے۔حسرت کی اس غزل میں ان کے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جھلک دکھائی دیتی ہے۔وہ درود کو قیدیوں کے لیے اسم اعظم قرار دیتے ہیں،یہ ان کا تخیل اور عشق حبیب صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔درود کا مونس ومدد گار ہونا یہ روایت سے ثابت بھی ہے۔بے شمار احادیث درود کے فضائل میں ملتی ہے اور عشق میں اضافہ اور قربت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا باعث بھی ہے۔حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "قیامت کے دن مجھ سے سب سے زیادہ قریب وہ ہو گا جس نے سب سے زیادہ مجھ پر درود بھیجا ہے۔" (9)

حسرت درود پڑھنے کو فیض عشق قرار دیتے ہیں۔حسرت کے کلام میں درود کی بھینی بھینی خوشبو کے ساتھ بارگاہ رسالت میں سلام کی معطر معنبر فضائیں بھی دل فروز ہیں۔بارگاہ رسالت میں کچھ اس طرح سلام عقیدت پیش کرتے ہیں۔

السلام اے شہ بشیر ونذیر
داعی وشاہد وسراج منیر
آرزو ہے کہ نام پاک حضور
کاش وردزباں ہو وقت اخیر (10)

واہ!کیا انداز سلام ہے اور کیا ہی خوبصورت تمنا ہے۔یہ عشق کی وہ منزل ہے جہاں مرتے وقت بھی عاشق حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی اسم گرامی وردزباں چاہتا ہے۔حقیقت بیانی حسرت کی امتیازی خصوصیات میں سے ایک ہے۔نعت میں یہ عنصر بدرجہ اتم موجود ہے۔واردات قلبی کا بیان کرتے وقت انہی باتوں کا ذکر کرتے ہیں جو عموماً دنیا کا ہر عاشق رسول چاہتا ہے۔

اے شہ شاہان رسل السلام حاضر ہے پھر یہ غلام (11)

مسلمان کی دلی تمنا ہوتی ہے کہ اسے مدینہ طیبہ کی حاضری نصیب ہو اور وہ اس کا اظہار گاہے بہ گاہے کرتا بھی رہتا ہے،اسی کو نعت گو اپنے اشعار میں قلمبند کرتے ہیں اور اظہار تمنائے دیدارِ مدینہ میں شاعرانہ کمالات کا مظاہرہ کرتے ہیں۔حسرت نے بھی اس کی پیشکش احسن انداز میں کی ہے۔بلکہ حسرت کی نعتیہ شاعری کا اکثر حصہ طیبہ کی حاضری اور مدینہ کی جلوہ باریوں کے بیان پر مشتمل ہے۔وہ دربار مدینہ کی حاضری کا موقع ملنے کو خوبی قسمت سمجھتے ہیں اور سمجھنا بھی چاہیے۔ہر عاشق کا یہی عقیدہ ہوتا ہے کہ مدینہ ایسا مقام ہے جہاں بلاوے کی ضرورت ہوتی ہے۔حسرت کہتے ہیں۔

ان کی بندہ پروری کے نثار
ہم کہاں ورنہ اور کہاں یہ نصیب(12)

حسرت نے بارہ مرتبہ مدینہ طیبہ میں حاضری کا شرف حاصل کیا تھا۔دوران سفر یا قیام مدینہ کے دوران اکثر طیبہ کے گن گایا کرتے تھے۔جب طیبہ کی طرف بڑھتے تو یوں گویا ہوتے ہیں کہ

شوق پہنچا حد جنوں کے قریب
یہ ہوا داری دیار حبیب
لے چلا پھر کشاں کشاں مجھ کو
دل اسی ارض محترم کے قریب
خلد ہے کوئے یار ورنہ کہاں

یہ سکوں بخشیاں یہ کیف یہ طیب

لو مدینہ کو پھر چلے حسرت

دیدنی ہے یہ ماجرائے غریب(13)

کوئے یار کو خلد کہنا حدیث سے اخذ کیا ہے، چنانچہ بخاری کی روایت ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان (والی جگہ) جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور میرا منبر قیامت کے دن میرے حوض (کوثر) پر ہوگا۔(14)

حسرت مالی اعتبار سے اتنی بھی طاقت نہیں رکھتے تھے کہ ایک مرتبہ بھی مدینہ دیکھ پاتے لیکن ان کا بارہ مرتبہ حاضر دربار رسالت ہونا واقعی حیرت میں ڈالنے والا ہے۔اسی لیے تو کہتے ہیں کہ "دیدنی ہے یہ ماجرائے غریب" انھیں خود بھی حیرت ہوتی ہے۔ لیکن یہ سب حضور کا کرم ہے۔جب شوق جستجو و تڑپ کے ساتھ مدینے پہنچتے ہیں تو سلام عرض کرتے ہیں۔

سلام علیک اے جوار مدینہ

جوار سراپا بہار مدینہ(15)

حسرت کی نعتیہ غزلوں میں ایک عجیب کیف و سرور پایا جاتا ہے۔دوران قراءت قاری کا دل مدینہ کی جانب کھینچا چلا جاتا ہے اور تصور مدینہ اس کے دل و دماغ پر چھا جاتا ہے۔نور ہی نور آنکھوں کے سامنے چھا جاتا ہے۔تغزل کے ساتھ ساتھ حسن و جمال مدینہ قلب و نظر کو راحت و تسکین کا سامان مہیا کرتا ہے۔ایک شعر دیکھیے

شام تمنا میں خوشبوئے جنت

پھرے لے ہم یادگار مدینہ(16)

حسرت کا حسن تخیل یہاں جلوہ افروز ہے جس کے ذریعے انھوں نے جمال مدینہ کا تذکرہ کیا ہے۔"شام تمنا میں خوشبوئے جنت" شاعر کے تصور جمال کی ترجمانی کر رہا ہے اور شام تمنا کی ترکیب ہمارے ذہن و دماغ کو اپیل کرتی ہے۔یہ سچے عاشق کی دلی تڑپ کی حقیقی ترجمانی ہے جو دنیا و مافیہا کو ہیچ سمجھتا ہے۔جینے مرنے کی تو بات کیا صاحب وہ مدینہ میں مرنے کی تمنا کرتا ہے اور اسے موت سمجھتا بھی نہیں بلکہ اس کے نزدیک حقیقت میں یہی بقا ہوتی ہے۔

فنا ہے بقا مسلک عاشقی میں

اگر رونما ہو دیار نبی میں(17)

حسرت کی شاعری میں مدینہ نور کا استعارہ ہے۔پھر باری آتی ہے روضہ انور کی تو وہی خیال جو عاشقوں کا خاصہ رہا ہے کہ انھیں روضہ اقدس جنت سے بڑھ کر نظر آتا ہے،اس خیال کی حسرت بھی ترویج کرتے نظر آتے ہیں۔

مسجد میں جو تھا متصل روضہ اطہر

ایک قطعہ وہ جنت کا نمونہ نظر آیا(18)

اس کے علاوہ حسرت کی نعتیہ شاعری میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان و شوکت، عظمت و رفعت، سرفرازی و سربلندی اور سیرت و صورت کو انتہائی خوش اسلوبی کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

مظہر شان کبریا صل علیٰ محمد

آئینہ خدا نما صل علیٰ محمد

موجب ناز عارفاں باعث فخر صادقاں

سرور و خیر انبیاء صل علیٰ محمد

مرکز عشق دل کشا مصدر حسن جانفزاں

صورت و سیرت خدا صل علیٰ محمد

مونس دل شکستگاں، پشت پناہ خستگاں

شافع عرصہ جزا صل علیٰ محمد

حسرت اگر رکھے ہے تو بخشش حق کی آرزو

وردزباں رہے سدا صل علیٰ محمد (19)

کیا ہی خوب غزل جس میں ترکیب الفاظ کا حسن اور صل علیٰ محمد کی تکرار شیرینی گھول رہی ہے۔ نعت میں غنائیت و موسیقیت کا امتیاز نمایاں نظر آتا ہے۔ یہ حسرت کا شاعرانہ کمال ہے۔ وہ بارگاہ رسالت میں استغاثہ بھی پیش کرتے ہیں اور اس عظیم ہستی کی بارگاہ میں عشق کامل کے لیے فریاد کرتے ہیں۔ خرد کو دیوانہ بنانے کا سوال کرتے ہیں، چونکہ خرد ہی تو پیچ میں روڑا ڈالتی ہے لہٰذا اسی کو دیوانہ بنانے کی التجا بارگاہ رسول میں پیش کرتے ہیں۔ ملاحظہ کیجیے

خیال غیر کو دل سے مٹا دو یا رسول اللہ

خرد کو اپنا دیوانہ بنا دو یا رسول اللہ

تطہیر خیال کے بعد نور کی جھلک دیکھنے کی تمنا کا اظہار کرتے ہیں۔

تجلی طور پر جس نور کی دیکھی تھی موسیٰ نے

ہمیں بھی اک جھلک اس کی دکھا دو یا رسول اللہ

ہمت و حوصلہ دیکھیے اس راز عشق کو مانگ رہے ہیں جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو حاصل تھا۔

علی آگاہ جس سے ہو کے باب علم کہلائے

وہ راز عشق ہمیں بھی بتا دو یا رسول اللہ (20)

یہ پوری نعت میں مولانا حسرت موہانی کا حوصلہ و جرات قابل دید ہے۔ ان کی تمنائیں قابل رشک ہیں۔ اس طرح کی تمنائیں اور باتیں وہی کر سکتا ہے جو عشق کی سنگلاخ زمین کا مرد مجاہد ہو۔ جو معرفت کی منزل میں قدم فرما چکا ہو اور حقیقت حال کا نظارہ کر رہا ہو۔

حسرت نے ایک نعتیہ نظم مخمس کی ہیئت میں بھی لکھی ہے۔ اس مخمس کی خصوصیت یہ ہے کہ اس کا پہلا مصرعہ ہندی، دوسرا اردو، تیسرا فارسی اور چوتھا پانچواں عربی زبان میں ہے۔ نظم کے چوتھے اور پانچویں مصرعے عربی نعت سے ماخوذ ہے۔ ہندی اور اردو زبان کے مصرعے حسرت کے تخلیق کردہ ہیں۔ فارسی مصرعوں کے تعلق سے کچھ کہا نہیں جا سکتا کہ حسرت کے تخلیق کردہ ہے یا عربی کی طرح ماخوذ ہے، ممکن ہے حسرت کے تخلیق کردہ ہو کیونکہ حسرت فارسی میں بھی اشعار موزوں کر لیا کرتے تھے۔ ان کی غزلیات میں فارسی اشعار بھی ملتے ہیں۔ یہ نعتیہ مخمس تین بندوں پر مشتمل ہے جو درج ذیل ہے۔

کا سانجھ سکار کی بات کہی　　　　کچھ فکر نہ شام و سحر رہی

دل گشت مرا زیں جملہ تہی!   الصبح بدا من طلعتہ
واللیل دجیٰ من وفرتہ
اورن سے ہوئی نہ یہ ہوئے   کبھو کچھ فرق نہیں اس میں سرمو
زاجازت او بہ ارادت او   سعت الشجر نطق الحجر
شق القمر باشارتہ
کہاں کہہ کے بلائے کون گوا   کچھ بھی نہ کھلا حسرت بخدا
در پردہ چہ شد بہ شب اسرا   فاق الرسلا فضلا وعلا
فالعزلنا با اجابتہ (21)

مذکورہ بالا نعت حسرت کے کمال فن کا مظہر ہے۔چار زبانوں میں مصرعے موزوں کرنا آسان بات نہیں ہے اور وہ بھی ایک مصرعہ ہندی میں ہو جس کا فن شاعری عربی فارسی اور اردو کے شعر فن سے میل نہیں کھاتا۔حسرت نے ہندی میں مصرعے موزوں کر لیے جو واقعی میں دشوار گذار امر ہے۔پھر عربی نعتیہ اشعار کی نسبت سے اوروزن پر اردوہندی اور فارسی میں مصرعے موزوں کرنا قابل داد ہے۔لیکن عشق میں گرفتار ہو جانے کے بعد یہ کام قدرے آسان ہو جاتا ہے، مگر عشق کوئی آسان کام نہیں اور نہ ہر کس وناکس کے بس کی بات ہے۔

حسرت نے نعتیہ شاعری میں اپنے فن کے جوہر دکھائے ہیں۔عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم،ذوق جمال،مدینہ سے محبت کا اظہار،درود سے انس اور ذکر شفاعت حسرت کے پسندیدہ موضوعات رہے ہیں۔ندرت خیال، تخیل کا بانکپن،الفاظ کا رکھ رکھاؤ اور زبان وبیان کی خوبیاں ان کی نعتوں کے حسن کو دوبالا کرتی ہیں۔دلکش تراکیب، شیرینی و شگفتگی، شیفتگی ملائم ولطیف شوق وجستجو غنائیت وموسیقیت خوب سے خوب تر کی طرف گامزن ہے۔ان کی نعتوں میں محبت کا رنگ بھرا ہوا ہے۔

حواشی:

1۔مولاناحسرت موہانی،2015،کلیات حسرت موہانی،مقدمہ،فرید بک ڈپو نئی دہلی۔2،ص13
2۔ایضاً،ص41
3۔ایضاً،ص141
4۔ایضاً،ص199
5۔ایضاً،ص460
6۔ایضاً،ص298
7۔القرآن،سورۃ الاحزاب، آیت نمبر56،ترجمہ از کنزالعرفان از مفتی قاسم عطاری
8۔مولاناحسرت موہانی،2015،کلیات حسرت موہانی،فرید بک ڈپو نئی دہلی۔2،ص353
9۔ترمذی،الحدیث484
10۔مولاناحسرت موہانی،2015،کلیات حسرت موہانی،فرید بک ڈپو نئی دہلی۔2،ص445
11۔ایضاً،ص476

12۔ ایضاً، ص460

13۔ ایضاً، ص460

14۔ البخاری، حدیث نمبر1888

15۔ مولانا حسرت موہانی، 2015، کلیات حسرت موہانی، فرید بک ڈپو نئی دہلی۔2، ص464

16۔ ایضاً

17۔ ایضاً

18۔ ایضاً

19۔ ایضاص 461

20۔ ایضاص416

21۔ ایضاً، ص420/421

MOHAMMAD AASIF

ASSISTANT PROFESSOR

DEPT OF URDU

GOVT. VIDARBHA INSTITUTE OF SCIENCE

AND HUMANITIES , AMRAVATI.

MAHARASHTRA.444604

MOBILE :- 9823944676

E-MAIL:- AASIFMOHAMMAD8313@GMAIL.COM